مفت سلسلہ اشاعت نمبر ۸۸

سِیرتِ نبوی

پر ایک اہم مقالہ

مصنف حضرت علامہ عبد الحامد بدایونی

جمعیت اِشاعت اہلِسنّت پاکستان

نور مسجد کاغذی بازار کراچی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ ﷺ

نام کتاب	:	سیرت نبوی پر ایک اہم مقالہ
مؤلف	:	حضرت علامہ مولانا عبدالحامد بدایونی علیہ الرحمہ
ضخامت	:	۱۶ صفحات
تعداد	:	۲۰۰۰
مفت سلسلہ اشاعت	:	۸۸

☆☆ ناشر ☆☆

جمعیت اشاعت اہلسنّت پاکستان

نور مسجد کاغذی بازار، میٹھادر، کراچی۔ 74000 فون: 2439799

زیرِ نظر کتابچہ جمعیت اشاعت اہلسنّت پاکستان کے سلسلہ مفت اشاعت کی 88 ویں کڑی ہے۔ جسے تحریر کرنے والے حضرت علامہ عبدالحامد بدایونی صاحب علیہ الرحمہ ہیں۔ جس طرح حضرت علامہ موصوف کی شخصیت کے بارے میں کچھ لکھنا گویا سورج کو چراغ دکھانے کے مترادف ہے یوں ہی حضرت کی خدمات بھی محتاجِ تعارف نہیں۔ آج سے کئی سال پیشتر انجمن طلبہ اسلام نے مصنف موصوف کا یہ رسالہ شائع کیا تھا اس وقت حضرت حیات تھے چنانچہ انجمن کے اراکین نے کتاب کے پہلے صفحہ پر حضرت کا مختصر تعارف بھی شائع کیا تھا۔ آج اتنے برس گزرنے کے بعد جمعیت اشاعت اہلسنّت پاکستان اس رسالے کو اپنے سلسلہ مفت اشاعت کے تحت شائع کرنے کا شرف حاصل کر رہی ہے لیکن اس رسالے کی ترتیب وہی رہنے دی گئی ہے جو پہلے سے شائع شدہ تھی اور اس میں موجود پہلا صفحہ جو کہ مصنف کے تعارف پر مبنی ہے وہ بھی من و عن شائع کیا جا رہا ہے۔ آج حضرت ہم میں موجود نہیں چنانچہ ہم حضرت کے لیے دعا کرتے ہیں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے پیارے حبیب کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقے و طفیل حضرت کے مزار پر انوار پر رحمت و رضوان کی بارشیں نازل فرمائے اور ہمیں حضرت کے نقشِ پا پر گامزن فرمائے۔ آمین

ادارہ

کچھ مصنف کے بارے میں

حضرت علامہ مولانا عبدالحامد بدایونی خاندانِ عثمانی کے چشم و چراغ ہیں۔ آپ کی پیدائش بدایوں میں ہوئی۔ آپ نے سندِ فراغ حاصل کرنے کے بعد کچھ عرصہ شمس العلوم میں تدریس کے فرائض انجام دیئے۔ لیکن قدرت کو کچھ اس سے بھی زیادہ اہم کام لینا تھا۔ لہٰذا ابھی آپ نے تحریک خلافت و تحریک آزادی ہند میں اور کبھی مسئلہ ختم نبوت و مسئلہ کشمیر کے سلسلہ میں شرکت فرما کر نمایاں خدمات انجام دیں۔ ان پُر خطر راستوں میں مصائب کا سامنا بھی کرنا پڑا لیکن آپ نے مردانہ وار مقابلہ کرتے ہوئے صبر و تحمل کا دامن نہ چھوڑا۔ نیرنگی سیاست دوراں تو دیکھئے کہ آج کچھ قلم کار اسی شخصیت کو تاریخ سے نکالنے کی کوشش کر رہے ہیں اور ان لوگوں کو تاریخ میں لا رہے ہیں جو گرد راہ بھی نہ تھے۔ آپ کی انہی کوششوں کے پیش نظر آپ کو اسلامی مشاورتی کونسل کا رکن منتخب کیا گیا۔ آپ صرف تقریر ہی کے نہیں بلکہ تحریر کے بھی دھنی ہیں۔ چند تصنیفات یہ ہیں، نظامِ عمل، فلسفہ عبادات، اسلامی کتاب و سنت غیروں کی نظر میں، تصحیح العقائد، اسلام کا زراعتی نظام، عائلی قوانین اور حرمتِ سود وغیرہ۔ آپ کی تحریر سے متاثر ہو کر شاعرِ مشرق ڈاکٹر محمد اقبال نے بھی آپ کو خراجِ تحسین پیش کیا۔ آپ جمعیت علماء پاکستان کے صدر بھی رہے، لیکن ان تمام کارناموں میں سب سے بڑا کارنامہ "جامعہ تعلیمات اسلامیہ" کی صورت میں ہے جہاں علوم قدیمہ و جدیدہ میں آپ نے حسین امتزاج پیدا کرنے کی کامیاب کوشش کی ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کا سایہ اہل اسلام پہ تادیر قائم رکھے۔ آمین۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ظہورِ قدسی سے قبل کائنات عالم میں حضرات انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی پیش کردہ تعلیمات مسخ ہو چکی تھیں، کتب الٰہیہ کے احکام و ارشادات کو لوگوں نے نسیاً منسیاً کر دیا تھا ہر طرف ظلمت و تاریکی چھائی ہوئی تھی نیکی کی بجائے بدی، حق کی جگہ کفر و ظلمت کا دور دورہ تھا۔ قتل و غارت گری محیط تھی بحر و بر میں فسادات کی گرم بازاری تھی۔ دنیا کا کوئی گوشہ بھی ایسا نہ تھا جہاں حق و صداقت اپنی اصلی صورت کے ساتھ موجود ہو۔

حتیٰ کہ کعبۃ اللہ جیسا مقدس گھر جو عبادت الٰہیہ کی خاطر تعمیر کیا گیا تھا صدہا بتوں کا مرکز بن چکا تھا۔

جس مقام سے توحید کی منادی ہونا چاہیے تھی وہاں ناقوس بجتے تھے، خدائے واحد کے سامنے سر عبودیت جھکانے کی بجائے اصنام پرستی کی جاتی تھی، خدا کی پاکیزہ سرزمین شرک کی آلائشوں سے نجس کی جا رہی تھی۔

اخلاقیات کی تمام اعلیٰ قدریں مٹ چکی تھیں جہاں حضرت صفی اللہ و حضرت خلیل اللہ علیہما السلام کے پاکیزہ ہاتھوں سے توحید کی بنیاد رکھی گئی تھی وہاں ہر آن شرک و بت پرستی پھیل رہی تھی خدا پرستی چھوڑ کر یہاں کے باشندے اعمال و کردار کے لحاظ سے اس قدر گر گئے تھے کہ حرام کاریاں اور بد اعمالیاں ان کی زندگی کا جزو لاینفک بن گئی تھیں۔ نسل کشی کا یہ عالم تھا کہ ماؤں کی گود سے لڑکیاں زبردستی چھین کر زندہ درگور کی جاتیں، جوئے بازی میں عورتوں کا ہارا جانا، فواحش و محرمات پر افتخار کرتے ہوئے قصائد پڑھنا، اپنی بد اعمالیوں اور سفاکیوں کے گیت گانا داخل حیات ہو گیا تھا۔ عدل و انصاف، مساوات و اخوت معدوم تھے، تہذیب و تمدن کا نام اُس وقت کی دنیا سے معدوم ہو چکا تھا۔ اس گندے ماحول میں کسے خبر تھی کہ اس سرزمین سے ایک ایسے معلم کامل کا ظہور ہوگا جو قلیل مدت میں تمام خرابیوں کو دور فرما کر نہ صرف حجاز کے گوشوں بلکہ ساری دنیا کو انوار و برکات سے معمور فرما دے گا۔ جو سب سے بڑے مشرک ہیں انہیں عالم کا بہترین عابد بنا دے گا، جو تہذیب و شائستگی اور اخلاقیات کے لحاظ سے بدترین افراد سمجھے جاتے تھے انہیں تمدن

و تہذیب، اخلاقیات و آداب، اعمال و عبادات، تجارت و صنعت، حکومت و سلطنت، جمہوریت و مساوات کا ایسا معلم و استاد بنا دے گا، جس سے دنیا تمتع حاصل کرے گی اس کی سیرت و کردار اس کا لایا ہوا صحیفہ پوری کائنات کا قلب ماہیت فرما دے گا۔

کتاب مجید اور سیرت نبویہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم :۔

قرآن مقدس حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ کا وہ کامل و مکمل صحیفہ ہے جس کے اندر انسانیت کے ہر گوشہ حیات کا قانون اور ہدایات موجود ہے، سیرت نبویہ گویا قرآن مقدس کی تفسیر و تشریح ہے اگر کسی جگہ اجمال تھا تو سیرت نبویہ اور ارشادات عالیہ نے متن قرآن کی وضاحت فرمائی۔

قرآن حمید اپنی جامعیت کے لحاظ سے ایک ایسا دستور و ضابطہ الٰہی ہے جس میں ہر قسم کے علوم و ہدایات موجود ہیں جیسا کہ فرمایا گیا کُلٌّ فِیْ کِتَابٍ مُّبِیْنٍ ، وَ لَا رَطْبٍ وَّ لَا یَابِسٍ اِلَّا فِیْ کِتَابٍ مُّبِیْنٍ جب کتاب حمید میں ہر چیز کا بیان روشن موجود ہے حتیٰ کہ کوئی تر و خشک چیز ایسی نہیں جو اس کے اندر موجود نہ ہو اور حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بڑھ کر کوئی قرآنی مفہوم و مطالب کا جاننے والا نہیں جب آپ اس کے عالم اور معلم تھے تو پھر سیرت نبویہ میں دین و دنیا کی بہتری، فوز و فلاح کا وہ کون سا ایسا راستہ ہوگا جس کی ہدایات نہ ہوں۔

سیرت نبویہ کی جامعیت :۔

حضرات انبیاء و مرسلین کرام علیہم السلام خدائے برتر کے سچے رسول تھے ان کی تعلیمات شریفہ اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ میں وہ نمایاں فرق ہے کہ وہ مقدمین خاص خاص زبانوں، مخصوص قبائل و اقوام کے لیے تشریف لائے اور چند ہدایات و تعلیمات ارشاد فرمائیں ہمارے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ظہور و بعثت کا وہ وقت ہے جبکہ دنیا جہاں پر تاریکیاں پھیلی ہوئی تھیں، ضرورت تھی کہ ایک ایسا رسول برحق تشریف لائے جو اپنی سیرت سے ساری دنیا کو مستفیض فرما دے وہ ایک طرف سب سے بڑا موحد ہو، رب العزت تبارک و تعالیٰ سے اس کا ہر آن قرب خاص ہو۔ اس کے اخلاق کائنات کے انسانوں سے اعلیٰ ترین ہوں۔ وہ [illegible] کا معلم [illegible] اس کی تعلیمات ایسے انداز پر پیش ہوں کہ عالم و جاہل سب استفادہ کر

سکیں وہ اپنے وقت کا سب سے بڑا خطیب بھی ہو اور دنیائے عدل و انصاف کا سب سے بڑا عامل و منصف ہو۔ اگر علوم الٰہیہ حاصل کرنا ہو تو اس کی درس گاہ سے الٰہیات کی تعلیم دی جا سکے۔ عقل و برہان والے مجتمع ہو کر کلام کریں تو وہ براہین و دلائل سے طمانیت کر سکے۔ امراء و سلاطین، تاجداران وقت، سیاست داں، میدان محاربات کے ماہرین آئیں اور اپنی زندگی کے لیے ہدایات چاہیں تو وہ ان کی تسلی کر سکے واضعان دساتیر و قوانین اس کی بارگاہ میں حاضر ہوں تو انہیں ایک مکمل خاکہ دیا جائے۔ ارباب تجارت معلومات حاصل کرنا چاہیں تو اس کی سیرت مبارکہ نہایت تفصیل کے ساتھ دفعات پیش کر سکے عالم فلکیات سے دلچسپی رکھنے والے اس سے افلاک کے احوال پر گفتگو کریں اہل نجوم ستاروں کی دنیا سے متعلق استفسارات کریں، دریاؤں سمندروں، پہاڑوں، فنون احجار و اشجار والے اکتساب کرنا چاہیں ان کا دامن وسیع سے وسیع تر ہو، علم الشعر و الادب کا طائفہ، علوم مناظرہ و مجادلہ کرنے والوں کا گروہ آئے اور وہ فصاحت و بلاغت یا مناظرانہ رنگ میں بات کرے تو دربار نبوت میں خراج عقیدت پیش کرتا ہوا رخصت ہو۔ جو کچھ کہا جارہا ہے لفاظی یا واعظی نہیں بلکہ حقائق ہیں عناوین مذکورہ بالا کو سامنے رکھ کر اگر حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حیات طیبہ، سیرت مبارکہ کا مطالعہ کیا جائے تو ماننا پڑے گا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشادات عالیات اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا عمل و کردار ہر دور کے لیے باعث مثال و ذریعہ نجات کامرانی ہے، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دنیا کے طبقات کے لیے ایک ایسی جامع سیرت چھوڑی ہے کہ نظریات عالم میں اگر کوئی بھی طبقہ ہو اس کے لیے ذخیرہ معلومات موجود ہے۔ ایک ایسا ہادی و معلم جس کا دائرۂ تعلیم و اصلاح پورے عالم سے متعلق ہو جو کائنات کا رسول بن کر آیا ہو کیسے ممکن ہے کہ اس کی سیرت کے گوشے اس قدر جامع نہ ہوں جو عالم کے لیے نمونہ بن سکیں اس لیے قرآن حکیم نے فرمایا لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ ایک مومن دین و دنیا کی ہر راہ کے لیے سیرت نبویہ سے استفادہ کر کے ہدایت لے سکتا ہے۔

یقین کیجیے سیرت نبویہ زندگی کے ہر موڑ پر ہماری رہنمائی کر سکتی ہے۔ لیکن اس حقیقت کو ہر وقت سامنے رکھنا ضروری ہے کہ قرآن مقدس یا شارع علیہ الصلوۃ والسلام نے جن چیزوں کو حرام قرار دیا ہے وہ کسی حالت میں بھی جائز و درست نہیں ہو سکتیں اور نہ جائز حرام ہو سکتا ہے۔ سیرت

مقدسہ نے احکام خداوندی کے ماتحت جو حدود مقرر کی ہیں، انہیں کے تحت ہمیں رہنا پڑے گا۔

تعمیر نو کرتے ہوئے بھی ہمارا یہی فریضہ ہوگا کہ نظریات جدیدہ کی ترتیب کے وقت ہم یہ دیکھیں کہ قرآنی نظریات و سیرت طیبہ کی دفعات سے تو ہمارے نظریات نہیں ٹکراتے اور اصول شرع پر تو ٹھیس نہیں لگتی۔

سیرت نبویہ کی پہلی اساس حفاظت توحید اور تبلیغ و اشاعت :۔

جس طرح انبیائے کرام کی اساس دعوت توحید اور اس کا تحفظ تھا۔ سید الانبیاء فخر الرسول حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سب سے پہلے توحید کا پیام پیش فرمایا اور شدید سے شدید مواقع و مشکلات کے باوجود توحید کی تبلیغ جاری رکھی اعلان نبوت سے قبل یعنی بچپن کے زمانے سے ظہور نبوت تک حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے توحید کا سبق دیا، کسی وقت بھی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بت پرستی سے ادنیٰ تعلق نہیں تھا نہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اصنام باطلہ سے خود کو وابستہ کیا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بچپن ہی سے شرک و بت پرستی سے متنفر تھے جب حضرت حق سبحانہ وتعالیٰ نے حکم دیا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کھلم کھلا دین کی تبلیغ فرمائیں اس حکم کے بعد حضور پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے توحید کی دعوت منظم طور پر شروع فرمادی بت پرستی اور شرک کا رد ہر موقع پر کرنا شروع کر دیا۔

اہل مکہ بت پرستی کے خلاف دعوت تبلیغ کو برداشت نہ کر سکے، دعوت حق کو روکنے کی خاطر انہوں نے بھی سختی سے اقدامات کا آغاز کر دیا، چھوٹے چھوٹے بچوں کو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر مامور کر دیا گیا۔ وہ طفلانہ حرکات ناشائستہ کرتے مگر حضور پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تبلیغ ترک نہ فرماتے تا آنکہ اہل مکہ نے ایک وفد ترتیب دیا جو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چچا ابوطالب کے پاس پہنچا کہنے لگا تمہارے بھتیجے نے ہمارے معبودوں کے خلاف جہاد شروع کر دیا ہے جو ہمارے لیے ناقابل برداشت ہے اگر تم فوری طور پر انہیں اس دعوت سے نہ روکا تو ہمارے اور تمہارے درمیان ایسی جنگ چھڑ جائے گی جو سارے عرب کو تباہ کر دے گی بہتر ہے کہ اس آگ کو فوراً ٹھنڈا کر دو ورنہ اس کے نتائج خطرناک ہوں گے۔

یہ وہ وقت تھا جب مکہ معظمہ میں ہر چہار جانب حضور شہنشاہ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وسلم کی مخالفتیں جاری تھیں سوائے ابو طالب کے۔ ظاہری طور پر کوئی دوسرا معاون و مددگار نہ تھا، ابو طالب حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے۔ بیٹا! تکلیف ما لا یطاق۔ نہ دو اتنا بوجھ ڈالو جتنا میں اٹھا سکوں۔ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے چچا کے ان خیالات کو سماعت فرما کر پوری قوت و عزم کے ساتھ جواب دیا۔

"اے چچا......! خدا کی قسم اگر وہ سورج کو دائیں ہاتھ پر رکھ دیں اور چاند کو بائیں ہاتھ پر تب بھی میں فریضہ تبلیغ ترک نہ کروں گا"۔

چچا، بھتیجے کے عزم و ثبات کو دیکھ کر خوش ہوگئے، اب کفار کی سختیاں فزوں تر ہوگئیں، حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بھی مساعی تبلیغ کا سلسلہ بڑھا دیا۔

سفر طائف اور تبلیغ :۔

حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مکہ کے ہر حصے میں تشریف لے جا کر تبلیغ فرماتے تا آنکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سفر طائف فرمایا اور وہاں کے عوام و خواص کو توحید کا پیغام دیا وہاں کے لوگوں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر یورشیں کر دیں تا آنکہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سخت مجروح ہوئے اسی حالت میں مکہ معظمہ واپس آئے تکالیف کے بعد آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ہمت و جرات اور بڑھ گئی تا آنکہ وہ وقت شروع ہوگیا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا آوازہ تبلیغ کامیابیوں کی راہوں پر پہنچ گیا۔ مکہ معظمہ میں حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حلقہ بگوش اسلام ہوگئے۔ اُدھر مدینہ منورہ سے وفود آنے شروع ہوگئے اور ایک اچھی تعداد مشرف باسلام ہوگئی۔

حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قوت فیصلہ :۔

حضور انور روحی فداہ' کو خدائے برتر نے قوت فیصلہ ممتاز حیثیت میں عطا فرمائی تھی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اصابت رائے دیانت و تدبر کے سب معترف تھے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ابتدائی زندگی میں مکہ معظمہ کے اندر حجر اسود کی تنصیب کے موقع پر قبائل عرب میں شدید نزاع و اختلاف پیدا ہوا قریب تھا کہ قبائل دست و گریباں ہو کر ایک دوسرے کو ختم کر

دیں کہ ان کے بعض افراد نے طے کیا کہ کل صبح سویرے جو شخص سب سے پہلے حرم میں داخل ہوگا وہ ہمارا حَکَم ہوگا، قدرت الٰہی کی طرف سے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی کو یہ شرف دیا گیا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سب سے پہلے حرم میں داخل ہوئے اور آنے والوں کا انتظار فرماتے رہے جب سردارانِ قریش آئے تو انہوں نے دیکھا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں سب نے متفق طور پر آپ کو اپنا حَکَم مقرر فرمایا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حکم دیا ایک چادر لائی جائے اور تمام قبائل سے ایک ایک نمائندہ منتخب کیا جائے جو چادر پکڑے، سب نے چادر پکڑ کر اسے اٹھایا، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے دستِ مبارک سے حجر اسود کو پہلے چادر میں رکھا دیوار کعبہ تک چادر کو اٹھوایا اور حجر اسود کو اپنے ہاتھ سے دیوار میں نصب فرما دیا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس فیصلے نے قبائل کی جنگ عظیم کو ختم کر دیا۔

حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بحیثیت جج :۔

حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مکی و مدنی زندگی میں ہر موقع پر مہمات نازک و مقدمات کا فیصلہ بغیر خوف لومۃ لائم فرماتے اور کسی کی طرف داری نہ فرماتے جو امر حق ہوتا اس کے مطابق تجویز کر دیتے۔ ایک بار یہودی اور منافق مسلمان میں نزاع ہوا یہودی نے تجویز کیا کہ یہ مقدمہ بارگاہ رسالت میں رجوع ہو جو فیصلہ ہوگا اس پر میں عمل کروں گا چنانچہ یہ معاملہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس پہنچا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مقدمہ کی تحقیقات فرمائی اور یہودی کو بے قصور ٹھہرا کر اسے کامیاب کیا۔ اسی طرح ایک ہاشمیہ نے چوری کی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے واقعات کی جانچ پڑتال فرما کر اس کے ہاتھ کاٹنے کا فیصلہ صادر فرمایا۔ منافقین اور کفار نے اس فیصلے کا علم حاصل کر کے طعن شروع کیے حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین بھی دشمنوں کی تبلیغ سے متاثر ہو کر مضطرب ہوگئے، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حضرت سیدنا زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مامور کیا حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حاضر ہو کر بارگاہ رسالت میں معروضہ کیا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے فیصلے پر نظر ثانی فرمائیں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے زید......! کیا تو یہ چاہتا ہے کہ جس طرح گذشتہ

زمانے میں بڑوں کی سزائیں معاف کر کے چھوٹوں پر تکالیف ڈال دی جاتی تھیں اور جس کی پاداش میں عذاب الٰہی آتا تھا کیا میں بھی ویسا ہی کروں، قسم ہے خدا کی اگر یہ فعل میری بیٹی فاطمہ نے بھی کیا ہوتا تو میں اس کے لیے بھی یہی سزا تجویز کرتا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ اسی قسم کے فیصلہ جات سے لبریز ہے۔ نیز مسلمانوں ہی کے نہیں بلکہ اقوام وملل کے فیصلے اس خوبی سے فرمائے کہ دنیائے عدل حیران رہ گئی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اگرچہ ظاہری طور پر امّی تھے مگر حق سبحانہ وتعالیٰ کے دربار عالی سے اکتساب علم فرماتے، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کائنات عالم کے علوم عطا کیے گئے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فیصلہ جات کے لیے مستقل دستور وقواعد مرتب فرمائے اور قرآن حکیم کی اساس پر ان کو ظاہر فرمایا۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بحیثیت امین :۔

کفار ومشرکین عرب اگرچہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے شدید اختلاف رکھتے تھے مگر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صفات حسنہ پر یقین رکھتے تھے اس وقت عرب میں ایک آدمی بھی ایسا نہ تھا جو امین وخزانچی بن کر لوگوں کی رقوم کو بحفاظت رکھ سکے اور وقت پر ادائیگی کر سکے اس اہم کام کے لیے ایک ذات نبوت ہی تھی جس پر مخالفین، مخاصمین کو اعتماد تھا، چنانچہ قوم کی امانتیں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس جمع ہوتیں اور جب کوئی شخص طلب کرتا بلاتوقف اپنی امانت حاصل کرتا۔

حضور پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو امانتوں کا غایت درجہ خیال تھا یہاں تک کہ بوقت ہجرت مدینہ منورہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت مولائے کائنات سیدنا شیر خدا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا کہ وہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بستر مبارک پر آرام فرمائیں اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہجرت فرمانے کے بعد مکہ والوں کی تمام امانتیں علیحدہ علیحدہ پہنچائیں۔

ان مثالوں سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ مومن دیانت داری اختیار کریں جس کی امانتیں ہوں ان میں تغافل نہ ہو بغیر کسی منافع واجر کے رقوم جمع کی جائیں اور ان کی ادائیگی میں کوئی دشواریاں نہ ہوں۔

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بحیثیت تاجر :۔

حضور پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تجارتی شعبہ کو بدرجہ اتم کامیاب فرمایا تجارت کرنے والوں کے لیے قواعد مرتب فرمائے، تجارت کسب حلال کو ضروری قرار دیا اور خود بہ نفس نفیس تجارت کو ایسے نہج پر چلایا جو دنیا کے لیے ایک مثالی حیثیت بن گیا مکہ معظمہ میں بی بی خدیجہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) ایک مشہور تاجرہ اور دولت مند تھیں انہوں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دیانت وامانت، صداقت واخلاق حسنہ کا تذکرہ سن کر خواہش کی کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کا مال تجارت باہر بیچ آئیں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کی خواہش کو قبول فرمایا، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ تجارتی سفر شروع فرمایا جو دنیائے تجارت اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تجارتی زندگی کا پہلا اقدام تھا۔ انتہائی دیانت داری محنت وجانفشانی کے ساتھ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کارہائے تجارت انجام دیے۔ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کامیاب فرمایا، مراجعت سفر پر بی بی خدیجہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کو جب رپورٹ ملی اور منفعت کے حالات معلوم ہوئے تو وہ بے حد خوش ہوئیں اور حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پیام عقد دیا جسے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قبول فرمایا۔

حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تجارت کو صحیح بنیادوں پر قائم فرمایا اور اس کے لیے ضوابط مقرر کیے اور ارشاد فرمایا:۔

تجارت ضرور کرو اس میں رزق کا ۱۰/ ۹ حصہ ہے۔ (احیاء العلوم)

حضرت عبداللہ راوی ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا حلال روزی تلاش کرنا فرض ہے، بعد فرض کے۔

ایمان دار تاجروں کا مرتبہ :۔

حضرت ابن سعید راوی ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا سچا اور ایمان دار سوداگر انبیاء، وصدیقین وشہداء کے ساتھ ہوگا۔ (رواہ ترمذی)

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تاجروں کو ہدایت فرمائی کہ زیادہ قسم کھانے سے پرہیز

کرو کیونکہ وہ اس وقت تو مال فروخت کرا دیتی ہے لیکن پھر نقصان ہوتا ہے۔ (رواہ مسلم)

تجارت میں حسن معاملت چاہیے:۔

حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تاجروں کو حکم دیا کہ وہ تجارت میں حسن معاملات کریں اور اخلاق ومحبت سے تجارت چلائیں چنانچہ ارشاد فرمایا ہے:۔

جابر بن عبداللہ راوی ہیں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا خدا اس پر رحم کرے جو بیع کرنے اور خریدنے اور تقاضہ کرنے میں آسانی کرتا ہے۔

تجارت میں دھوکہ فریب دینا شرعاً ممنوع قرار دے دیا گیا، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہر موقع پر تاجروں کو نصیحت فرمائی کہ وہ مال کی نوعیت کا اظہار خریدار پر کر دیں، معاملات صحیح رکھیں اگرچہ مالک کو اپنی چیز کی قیمت تجویز کرنے کا اختیار ہے اور خریدار کو قبول کرنے نہ کرنے کا۔ لیکن ایسا سودا کرنا کہ جس میں نفع زیادہ سے زیادہ ہو اور چیز بُری سے بُری دی جائے ممنوع ٹھہرایا گیا جس طرح تاجروں کو ہدایات تھیں اسی طرح تجارت کرنے والوں کی راہ میں سہولتیں پیدا کرنا بھی لازمی ہوا۔

خواہ مخواہ ایسی قید عائد کرنا جن سے تجارت پیشہ طبقہ سراسیمہ ہو جائے اور کاروبار تجارت میں سوائے نقصان وخسارہ کے منافع حاصل کرنے کے ذرائع مسدود ہو جائیں ایسے طریقے بھی بلا شبہ سیرت طیبہ نے ممنوع قرار دیے۔ الغرض سیرت نبویہ نے تجارتی عنوانات پر مکمل ہدایات دیں اور تاجروں کو سبق دیا کہ وہ دیانت داری کے ساتھ تجارت کریں، لین دین میں دغا بازیاں نہ کریں ان کے معاملات صداقت و ایمان داری کے ساتھ جاری رہیں، وہ جس ملک میں جائیں ان کا اسلامی کردار و اخلاق باقی رہے، وہ ہر جگہ پہنچ کر اسلام کی تبلیغ کریں، دوسروں کی مصیبت میں کام آئیں، جہاں دولت سے اپنی ذات و خاندان کو فوائد پہنچائیں ان کی دولت اسلام کے لیے وقف رہے، چنانچہ سیرت مطہرہ پر عمل کرنے والوں میں حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور احباب اہل بیت اطہار علیہم الرضوان نے دولت کا جو مصرف راہِ خدا اور قومی خدمت کے لیے معین فرمایا وہ اسلام کا سنہری

باب ہے وہ اسلام کی سربلندی کے لیے اپنا سب کچھ پیش کر دیتے، حتیٰ کہ خود فاقہ کرنا پسند کرتے مگر اسے گوارا نہ کرتے کہ اسلامی عظمت وفتوحات میں دولت صرف نہ ہو۔ پھر یہ تاجر دنیا کے جس حصے میں جاتے ان کی سیرت وکردار سیرت نبویہ کے مطابق ہوتی یہ تجارت بھی کرتے اور اسلام کی تبلیغ بھی۔

پس ہمارے تاجروں کا فرض ہے کہ تجارت کے ساتھ تبلیغی کوشش جاری رکھیں۔ دولت ضرور اکھٹی کی جائے یہ اسلامی نقطہ نظر سے جائز ہے مگر اس طرح نہیں کہ غریب عسرت میں ہو اور دولت منداس کی خدمت واعانت سے غافل ہو۔

حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بحیثیت قائد فوج:۔

حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بالطبع ہر موقع پر جنگ اور محاربات کو پسند نہ فرماتے تھے، لیکن جب دشمن سر پر آ جاتا اور ترویج اسلام کی راہ میں مشکلات پیدا کرتا یا مسلمانوں پر اقدام کر دیتا تو حضور پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بحیثیت قائد فوج کے جلوہ افروز ہوتے لیکن آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی یہ ہدایات تھیں کہ آغاز جنگ سے پیشتر ان کے سامنے اسلام پیش کرو یا جزیہ کے لیے کہو اگر وہ دونوں چیزوں میں سے کوئی چیز قبول نہ کریں تو خدا پر بھروسہ کر کے کفر کا مقابلہ کرو لیکن میدان جنگ میں بوڑھوں، عورتوں، بچوں کے قتل سے شدید احتیاط کی جائے۔

مدینہ منورہ پہنچ کر جب مسلمانوں کا مضبوط مرکز قائم ہو گیا تو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مختلف قبائل و جماعتوں سے معاہدے فرمائے حتی الامکان اپنی طرف سے کسی لڑائی کا آغاز نہ فرمایا جب کفار کسی طرح بھی آمادۂ صلح وامن نہ ہوئے اور یہی تہیہ کر لیا کہ اسلام کو قوت و طاقت کے ذریعہ ختم کریں گے تب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مقابلہ فرمایا۔

جس قدر غزوات ہوئے ان سب میں سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جنگ کی حالت میں قیدیوں کے ساتھ حسن سلوک فرماتے، خود قیدیوں کی حالت ملاحظہ فرماتے، ان کی تکالیف دور کرتے اور فتح مند ہو کر ہمیشہ قیدیوں کو آزادی دیتے۔ اسلامی افواج کو رزم بزم دونوں موقعوں پر ہدایات تھیں کہ وہ کسی قوم سے اگر لڑائی کرے تو غرض خوشنودی الٰہی ہو، اپنی ذات

شامل نہ ہو، اسلامی اخلاق وکردار ہر حالت میں باقی رہیں، شراب کی لعنت سے محفوظ رہیں۔

ان کی پیشانیاں جنگ میں بھی اللہ تعالیٰ کے سامنے خمیدہ رہیں یہ نہ ہو کہ شراب کی لعنت کا شکار ہو کر فریضۂ عبادت ترک کیا جائے ایک جماعت کفار کا مقابلہ کرے تو دوسری فریضۂ عبادت ادا کرے جب یہ فارغ ہو تو دوسری جماعت مصروف جنگ ہو جائے، ہر سپاہی اور ہر قائد فوج اسلامی کردار کا بہترین نمونہ پیش کرے۔

اور یہ بات پیش نظر رہے کہ ہم جن رقبہ جات کو دشمن سے حاصل کریں گے وہاں حدود الٰہیہ جاری کریں گے۔

سیرت نبویہ پر اولاً خود عامل ہوں گے بعد میں دوسروں سے عمل کرائیں گے۔ تاریخ شاہد ہے کہ اسلامی افواج جہاں گئیں وہاں انہوں نے سیرت نبویہ کا پرچم بلند کیا اور ہر گوشے میں اسلامی احکام جاری کیے۔

الغرض سیرت نبویہ میدان کارزار میں بھی اپنی مثالی حیثیت پیش کرتی ہے۔ کتاب و سنت کے احکام کی ترویج ان کا اولین فریضہ حیات تھا۔ جب تک مسلمان سیرت نبویہ پر عامل رہے کامیابی ونصرت ہمارے قدم چومتی رہی۔ اگر ہم اب بھی تعمیر نو کے خواہاں ہیں اور وہ تعمیر نو کتاب وسنت اور سیرت نبویہ کے نقوش پر کی گئی تو بلاشبہ فوز وفلاح کی ضامن ہوگی اور اگر سیرت نبویہ سے ہٹ کر آغاز کار ہوا تو اس کا انجام خسران و بربادی ہوگا۔

آخر میں خدائے برتر سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کو سیرت طیبہ پر عمل کی توفیق عطا فرمائے ہماری زندگی کا ہر شعبہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کے مطابق ہو۔

ضرورت ہے کہ عصر حاضر میں سیرت طیبہ کے تمام حصص سے مسلمان واقف ہوں، ہمارے مدارس ومکاتب، اسکول، کالجوں، یونیورسٹیوں میں عربی زبان میں سیرت شریفہ تاریخ اسلام کو لازمی مضمون قرار دیا جائے تاکہ ہمارے طلباء کے اذہان ودماغ سیرت مقدسہ کے تمام عناوین سے باخبر ہو سکیں۔

ختم شد

اٹھ میرے دھوم مچانے والے

مشرق سے مغرب ...... شمال تا جنوب، گمراہیاں ہی گمراہیاں ...... تاریکیاں ہی تاریکیاں پھیلی ہوئی تھیں ...... انسانیت، شرافت، تہذیب اور تمدن کا نام ونشان مٹ سا گیا تھا ...... بحر و بر انسانی خباثتوں سے تنگ آ گئے تھے ...... انسانی اخلاق واخلاص کا جنازہ نکل چکا تھا ...... دل ویران ہو چکے تھے ...... خزاں نے بہاروں کو لوٹ کر چمن اجاڑ ڈالے تھے، کہ اچانک ایک شب ...... ۱۹ اپریل ۵۷۱ء کو ...... جب عرش الٰہی کے سائے تلے ملائکہ مقربین سر جھکائے ہوئے تھے ...... حجاب عظمت سے ندا ہوئی کہ ......

"ملاء اعلیٰ کے تمام فرشتے آج کی رات زمین پر جمع ہو جائیں، وہاں جہاں ہمارے جلال وجبروت کا گھر ہے ...... جو اہل زمین کا قبلہ ہے ...... آج باعث ایجاد عالم کا ظہور ہونے والا ہے ...... شرق وغرب، شمال وجنوب، بحر و بر اور تمام اقطار ارض میں منادی کر دی جائے کہ کونین کے تاجدار تشریف لا رہے ہیں ...... ان کے خیر مقدم کے لئے اپنی نگاہیں بطور فرش بچھائے رکھیں ...... مکہ کی وادیوں، ام القریٰ کے کہساروں اور حرم کے بام و در پر چمنستان فردوس کی بہاروں کا غلاف چڑھا دیا جائے ...... سیارۂ افلاک کے پہرے داروں سے کہہ دو کہ اس وقت تک آفتاب کے چہرے سے نقاب نہ اٹھائیں جب تک خسروئے کائنات کی طلعت زیبا سے خاکدان گیتی کا ذرہ ذرہ منور نہ ہو جائے ...... ستاروں کی انجمن میں اعلان کر دو ...... آج رات کے پچھلے پہر اپنی مجلس شبینہ برخاست کر کے فرش زمین پر اتر جائیں اور مکہ کی فضاؤں میں پھیل جائیں۔"

پس یہ فرمان عالی شان جاری ہونا تھا کہ فرشتے سجدے میں گر گئے ...... رات بھر قدسیان فلک کے قافلے زمین پر اترتے رہے اور صبح ہونے سے پہلے پہلے کنگرہ عرش سے لے کر گل کدہ فردوس تک کی ساری زیبائیاں وادی حرم میں سمٹ آئیں۔

جیسے ہی صبح صادق کا اجالا چمکا ...... مکہ کی فضاء رحمت وانوار سے بھر گئی ...... نعتوں کی صداؤں سے دشت وجبل گونج گونج اٹھے ...... گلی گلی حوران خلد کے آنچلوں کی خوشبو سے معطر ہو گئی ...... اس صدائے سلام وتہنیت پر تمام ملائکہ سرو قد کھڑے ہو گئے ...... حرم کی جھکی جھکی دیواریں ایستادہ ہو گئیں ...... امیر کشور نبوت کی سواری اس دھوم سے آئی کہ اکناف عالم صدائے

مرحبا سے گونج اٹھے ...... ستارے کھل گئے ...... نور کی پھواڑ پڑنے لگی ...... دل باغ باغ ہوئے ...... افسردہ جانوں کے سربستہ غنچے کھل گئے ...... مرجھائے ہوئے شگوفے تروتازہ ہوئے ...... نسیم شوق کے فرحت انگیز جھونکوں سے چمن دہر کے نہار و شجر لہلہانے لگے ...... طبیعت کی ہزار داستان بلبلیں، جذبات شوق کی نغمہ سرا ہوئیں ...... فیض باری نے رحمت و کرم کی بارش کی ...... باغ عالم میں بہار آئی ...... مردہ دلوں کے گل کھلے ...... حبیب کبریا کی آمد آمد کا شہرہ مچا ...... مدح و ثناء کے ترانوں سے گنبد نیلگوں گونجنے لگا ...... صدیوں سے جس ستارے کا انتظار تھا، آج وہ طلوع ہوگیا ...... آج وہ آنے والا آگیا ...... وہ کیا آئے، رحمت کی برکھا آگئی ...... نور کے بادل چھا گئے ...... دور دور تک بارش نور ہے ...... عجیب سماں ہے ...... ایسا منظر تو کبھی نہ دیکھا تھا ......! عجب منظر ہے ......! تاریکیاں چھٹ گئیں ...... روشنیاں بکھر گئیں ...... جدھر دیکھئے نور ہی نور ہے، بہار ہی بہار ...... مسرتیں ہی مسرتیں ...... چاندنی ہی چاندنی ...... روشنی ہی روشنی ...... رحمتیں ہی رحمتیں ...... برکتیں ہی برکتیں ...... تازگی انگڑائیاں لے رہی ہیں ...... مسرتیں پھوٹ رہی ہیں ...... سارا عالم نہایا ہوا ہے ...... ذرے ذرے پر مستی چھائی ہوئی ہے ...... یہ اجلا اجلا سماں ...... یہ مہکی مہکی فضائیں ...... یہ مست مست ہوائیں، جھوم جھوم کر جشن بہاراں کے گیت گا رہی ہیں ...... عید منا رہی ہیں ...... تم بھی ان کے گیت گاؤ ـ

جس سہانی گھڑی چمکا طیبہ کا چاند
اس دل افروز ساعت پہ لاکھوں سلام

بہار آئی بہار ...... ہاں ......! زندگی میں بہار آئی ...... دماغوں میں بہار آئی ...... دلوں میں بہار ...... علم و حکمت میں بہار ...... تہذیب و تمدن میں بہار ...... فکر و شعور میں بہار، عقل و خرد میں بھی بہار آئی ...... صدیوں کی ہتھکڑیاں ٹوٹ گئیں ...... گھٹی گھٹی سی فضائیں بدل گئیں ...... مندی مندی سی آنکھیں روشن ہوگئیں ...... بجھی بجھی سی طبیعتیں سنبھل گئیں ...... رندی رندی آوازیں کھنکھارنے لگیں ...... ڈوبتے ہوئے تیرنے لگے ...... ابھرنے لگے ...... سہمے ہوئے چہکنے لگے ...... خون کے پیاسے محبت کرنے لگے ...... بکھرے ہوئے یک جا خیال ہوگئے ...... منتشر قوتیں سمٹ گئیں، ضعیف و ناتواں ایک قوت بن کر ابھرے اور دنیا نے پہلی مرتبہ جانا کہ انسان

"احسن تقویم" میں بنایا گیا "اشرف المخلوقات" کے منصب عالی پر فائز ہو کر خلافت الٰہیہ سے سرفراز کیا گیا ...... زندگی نے ایسا سنگھار کیا کہ سب جھانکنے لگے ...... تکنے لگے ...... بلائیں لینے لگے ...... فدا ہونے لگے ...... آرزوئیں کرنے لگے ...... تمنائیں کرنے لگے ...... وہ کیا آئے، کائنات کا ذرہ ذرہ دل کش و دلربا معلوم ہونے لگا ...... یہ کون آیا سویرے سویرے ......!

جس نے ہستی کی زلف برہم کو سنوارا ...... جس نے زندگی کا چہرہ نکھارا ...... حیات نبض جس کے دم سے دھڑک رہی ہے ...... وجود قافلہ جس کے دم سے رواں دواں ہے ...... جسے رب کائنات نے حسن بے مثال بخشا ...... ایسا حسین بنایا کہ ہر زمانے والے جس کے حسن و جمال کے ترانے گاتے رہے ...... یہ امام الانبیاء سرور کائنات ﷺ کی آمد، آمد ہے ـ

۱۲ ربیع الاول (۱۹ اپریل) ...... ہاں ......! یہ ان کی آمد کا دن ہے ...... یہ عید کا دن ہے ...... خوشی کا دن ہے ...... ہر قوم کی ایک عید ہوتی ہے ...... یہ ہماری عید ہے ...... دیکھو، دیکھو ......! حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا علیہ السلام کے حواری التجا کر رہے ہیں ...... آپ ہاتھ اٹھائے پروردگار عالم سے دعا کر رہے ہیں ...... اے اللہ، اے پالنہار! آسمان سے ہمارے لئے (پکے پکائے کھانوں کے) خوان اتار، تاکہ وہ ہمارے اگلے اور پچھلوں کے لئے عید ہو جائے ...... جس دن آسمان سے کھانا اترے، وہ دن "عید" کا دن ہو جائے تو جس دن وہ قاسم رزق تشریف لائے وہ دن عید کیوں نہ ہو ......! سلام ہو اس دن پر جب وہ تشریف لائے ـ

بے شک ان کی تشریف آوری کا دن یادگار دن ہے ...... یہ دن عید کا دن ہے ...... یوم مسرت ہے ...... خوشیاں منایئے ...... عید منایئے ...... محفل میلاد سجایئے ...... خود کو سجایئے ...... نئے نئے کپڑے زیب تن کیجئے ...... نئے عمامہ کا تاج سر پر سجایئے ...... آنکھوں میں سرمہ ...... سر و داڑھی پر خوشبودار تیل اور عطر لگایئے ...... گھروں کو سجایئے ...... محلّوں کو سجائیں ...... مسجدوں کو مدرسوں کو ...... اسکول و کالج اور جامعات کو بھی سجائیں ...... سرسبز پرچم لہرائیں ...... جھنڈیاں لگائیں ...... قمقمے جلایئے ...... روشنی کیجئے ...... چراغاں کیجئے ...... درود و سلام بھیجئے ...... زمین سے آسمان تک ان کا چرچا ہے ...... درود و سلام کے گجرے آ رہے ہیں ...... ذکر بلند ہو رہا ہے ...... کیوں نہ ہو ...... ان کا ذکر تو ان کے رب نے بلند فرمایا ...... (سورہ الم نشرح ـ ۴)

وہ اس مقام پر فائز ہوئے جہاں حمد کی بوچھاڑ پڑ رہی ہے......نعت کی بارش ہو رہی ہے......نعت کی برسات ہو رہی ہے۔

یہ عید میلاد النبی منانا کوئی نیا عمل نہیں، یہ تو ہمیشہ سے مسلمانوں میں جاری وساری ہے، چنانچہ علامہ عبدالرحمٰن ابن جوزی، (جو کہ تقریباً نو سو سال قبل زمانے سے تعلق رکھتے تھے) فرماتے ہیں کہ "لوگ (عید) میلاد النبی ﷺ کی محفلیں قائم کرتے اور لوگ جمع ہوتے ہیں...... اور ماہ ربیع الاول شریف کا چاند دیکھتے ہی خوشیاں مناتے ہیں......عمدہ عمدہ لباس پہنتے ہیں......زیب و زینت اور آراستگی کرتے ہیں، عطر و گلاب چھڑکتے اور سرمہ لگاتے ہیں......ان دنوں میں خوشی و مسرت کا اظہار کرتے ہیں اور جو کچھ میسر ہوتا ہے، نقد جنس وغیرہ میں سے خوب دل کھول کر لوگوں پر خرچ کرتے ہیں......اور اس اظہار مسرت وخوشی کی بدولت خوب اجر وثواب اور خیر و برکت، سلامتی و عافیت، کشادگی رزق، مال و دولت، اولاد، پوتوں، نواسوں میں زیادتی ہوتی ہے اور آباد شہروں میں امن و امان و سلامتی اور گھروں میں سکون و قرار، نبی کریم ﷺ کی محفل میلاد کی برکت سے رہتا ہے۔

اللہ اللہ......!

اہل محبت ہمیشہ ہمیشہ سے اپنے محبوب کی یاد میں عید میلاد مناتے چلے آرہے ہیں، پھر ہم غافل کیوں رہیں......! ہاں، ہاں......!

کیوں رضا آج گلی سونی ہے
اٹھ میرے دھوم مچانے والے

(رضاؔ)

یکم ربیع الاول ۱۴۱۹ھ (اقبال احمد اختر القادری)